سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۶

فیضانِ محبت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۶

فیضانِ محبت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : فیضانِ محبت
واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۱۶ جمادی الثانی ۱۴۱۴ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۹۳ء
مقام : جامعہ امدادیہ، کشور گنج، بنگلہ دیش
مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)
تاریخ اشاعت : ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰ فروری ۲۰۱۵ء
زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس: 11182 رابطہ: +92.21.34972080 اور +92.316.7771051
ای میل: khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

عنوانات

حرفِ آغاز.. ۶
خانقاہ کیا ہے؟ ۹
اصلی دارالعلوم کیا ہے؟.. ۱۰
ذکر کا حاصل غرق فی النّور ہونا ہے ۱۱
اللہ والوں کی نظر کی کرامت ۱۳
نسبت مع اللہ کی ایک عجیب تمثیل.. ۱۴
حقیقی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے ۱۶
والدین کے حقوق میں کوتاہی کا عذاب ۱۷
بیویوں کے حقوق ۱۸
مخلوق کی ایذا رسانی کا ایک سبق آموز واقعہ.. ۲۰
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے صبر کا عبرت انگیز واقعہ ۲۰
حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ صبر.. ۲۱
حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ فنائیت ۲۲
حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ و فنائیت ۲۲
حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ تقویٰ.. ۲۳
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں کے لیے خوشخبری.. ۲۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مَردوں کے لیے خوشخبری.. ۲۵
نافرمانوں کے لیے مقامِ عبرت و تازیانۂ محبت ۲۵
بہنوں کو ورثہ نہ دینا بدترین ظلم ہے ۲۶
ذکرِ مثبت اور ذکرِ منفی ۲۷
ذکرِ منفی کا نور زیادہ قوی ہوتا ہے ۲۷
اِلَّا اللّٰہُ کی تجلی لَآ اِلٰہَ کی تخلّی پر موقوف ہے ۲۸
خواہشاتِ نفسانیہ کے اِلٰہِ باطلہ ہونے کی دلیل ۲۸
بدنظری کی کلفت ۲۹
شانِ عشاقِ حق ۲۹
جنت پر طلبِ رضائے الٰہی کی تقدیم کی حکمت ۲۹

www.khanqah.org

جہنم پر ناراضگیٔ حق سے استعاذہ کی تقدیم کی حکمت ۳۰
اللہ تعالیٰ کی محبت اشد حاصل کرنے کے طریقے ۳۰
نسخہ نمبر ۱) حق تعالیٰ کے انعامات کا مراقبہ ۳۱
نسخہ نمبر ۲) ذکر اللہ کا التزام ۳۲
ذکر بے لذت بھی نافع ہے ۳۳
ذکر بے لذت کے مفید ہونے کی ایک عجیب مثال ۳۳
نسخہ نمبر ۳) صحبتِ اہل اللہ کا اہتمام ۳۴
اہل اللہ کے فیضانِ صحبت کا ایک عجیب واقعہ ۳۵
صحبتِ شیخ کے آداب ۳۵
اللہ والوں کے فیضانِ صحبت کے دو واقعات ۳۶
خونِ تمنا کا انعامِ عظیم ۳۸

یہ عرفانِ محبت ہے یہ فیضانِ محبت ہے

یہ عرفانِ محبت ہے یہ فیضانِ محبت ہے
کہ موجوں کی طرف خود آگیا بڑھتا ہوا ساحل

نہ جانے کتنے خورشید و قمر دل میں اُتر آئے
ہمارے آب و گل میں دردِ نسبت جب ہوا شامل

تجلّی خالقِ شمس و قمر کی جب ہوئی دل میں
نہ جانے کتنے خورشید و قمر کا نور تھا شامل

مری کشتی کو طوفانوں میں بھی اُمیدِ ساحل تھی
مرے خوفِ تلاطم میں تھا اُن کا آسرا شامل

(اختر)

www.khanqah.org

حرفِ آغاز

مرشدی ومولائی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بنگلہ دیش کے احباب خصوصی کی دعوت پر تقریباً گزشتہ پندرہ سال سے ایک یا ڈیڑھ ماہ کے لیے ہر سال بنگلہ دیش تشریف لے جاتے ہیں۔اس عرصہ میں جو عظیم الشان کام وہاں ہوا ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں خصوصاً شعبہ تزکیۂ نفس گویا دوبارہ زندہ ہوا، اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَہٗ وَاَدَامَ اللّٰہُ عَلَیْنَا بَرَکَاتِہٖ۔ وہاں کے خواص وعوام جس والہانہ بلکہ دیوانہ وار انداز سے حضرت والا سے محبت کرتے ہیں اس کا اندازہ بغیر مشاہدہ کے ممکن نہیں۔ جن لوگوں نے دیکھا ہے وہی سمجھ سکتے ہیں کہ وہاں کے لوگوں کے جوش محبت ووارفتگی کا کیا عالم ہے اور دراصل یہ حضرت مرشدی کی محبت وشفقت کا اثر اور صدائے بازگشت ہے۔ حضرت والا خود سراپا محبت ہیں جس کی برکت سے بڑے بڑے علماء کی دستارِ فضیلت دستارِ محبت میں گم ہوگئی۔

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

زیر نظر وعظ ''فیضانِ محبت'' بنگلہ دیش کے شہر کشور گنج میں یکم دسمبر ۱۹۹۳؁ء بعد نمازِ عشاء جامعہ امدادیہ کے احاطہ میں ہوا جہاں ایک بہت بڑا پنڈال لگایا گیا تھا تقریباً دس ہزار کا مجمع تھا جس میں عوام کے علاوہ علمائے کرام کی بھی کثیر تعداد موجود تھی۔

دس بجے شب کے قریب حضرت والا کا بیان شروع ہوا جس میں حق تعالیٰ کی محبت اشد اور اس کے حاصل کرنے کے طریقے اور اس محبت کے حصول میں جو موانع ہیں مثلاً حقوق الوالدین میں کوتاہی، بیویوں کے حقوق میں کوتاہی، مخلوق کی ایذا رسانی، بہنوں کو ورثہ نہ دینے کا ظلم، بد نظری وجملہ معاصی ومنکرات کا ذکر نہایت جوش کے ساتھ بیان فرمایا کہ ان نافرمانیوں اور مظالم کے ساتھ حق تعالیٰ کی محبت کا خواب دیکھنا جنون ودیوانگی ہے۔

اور اس کے ساتھ دین پر استقامت کی ترغیب کے لیے بزرگانِ دین کے تقویٰ، فنائیت وصبر واولوالعزمی کے واقعات نہایت رقتِ قلب اور درد کے ساتھ بیان فرمائے۔ وعظ کیا تھا، جلال وجمال کا حسین امتزاج تھا۔ کبھی شانِ جلال سے چہرہ تمتما جاتا تھا اور آواز بلند

www.khanqah.org

ہو جاتی تھی اور کبھی رقتِ قلب سے آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔ مجمع پر وجد و بے خودی طاری تھی اور اکثر لوگ زار و قطار رو رہے تھے، شاید اس سے قبل حضرت والا کو اس قدر جوش و خروش سے بیان فرماتے ہوئے احقر نے نہ دیکھا تھا اس وقت عجیب حال تھا، دل اللہ کی محبت و خوف میں ڈوب کر اپنی نالائقی و کمتری کے احساس سے شرمسار تھے۔

وعظ کے بعد بہت سے احباب نے فرمائش کی کہ جلد اس کو شائع کیا جائے۔ چنانچہ ایران کے ایک عالم مولانا عبد الناصر صاحب زید مجدہ نے جو فی الحال مقیم خانقاہ ہیں اس کو ٹیپ سے نقل کیا اور احقر راقم الحروف نے اس کی ترتیب و تبییض کی اور ضروری حوالہ جات بین القوسین درج کر دیے گئے اور اس کا نام "فیضانِ محبت" تجویز کیا گیا۔ حق تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرماویں اور قیامت تک آنے والے سالکین طریق اور تمام امتِ مسلمہ کے لیے نافع بناویں اور حضرت مرشدی دامت برکاتہم اور ناقل و مرتب و جملہ معاونین کے لیے تا قیامت صدقہ جاریہ بنادیں۔ آمین

مسودۂ وعظ حضرت والا کی نظر ثانی کے بعد آج مؤرخہ ۷ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۹۴ء بروز سہ شنبہ طباعت کے لیے دیا جارہا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

مرتب:

یکے از خدام حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

❖❖❖❖

خداوندا مجھے توفیق دے دے
فدا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بلندی
کہاں حاصل ہے اختر کہکشاں کو

اختر

www.khanqah.org

فیضانِ محبت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ[۱]

وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ حُبَّکَ

وَحُبَّ مَنۡ یُّحِبُّکَ وَالۡعَمَلَ الَّذِیۡ یُبَلِّغُنِیۡ حُبَّکَ، اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّکَ

اَحَبَّ اِلَیَّ مِنۡ نَّفۡسِیۡ وَاَھۡلِیۡ وَمِنَ الۡمَاءِ الۡبَارِدِ[۲]

ہمارے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم جن کے صدقہ و طفیل میں، جن بزرگوں کی دعاؤں سے آج ہم جیسوں کو بھی اُمت میں نگاہِ عزت مل رہی ہے، یہ ہمارے بزرگوں کی نسبت اور ان کی غلامی کا صدقہ ہے ورنہ مٹی میں کچھ نہیں ہے۔ اگر مٹی ہوا پر اُڑ رہی ہو تو مٹی کو سمجھنا چاہیے کہ یہ برکتِ فیض ہوا ہے ورنہ ہمارا مستقر اور مرکز تو نیچے ہے لہٰذا ہمارے بزرگوں نے اپنی تمام ترقیاتِ ظاہری و باطنی کو، خدماتِ دینیہ کو اپنے بزرگوں کی طرف منسوب کیا ہے۔ چنانچہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ یہ فرمایا کہ بھائی! ہم تو کچھ نہیں تھے، یہ سب حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت ہے اور اپنا تخلص بھی حضرت نے آہؔ رکھا تھا۔ آہ پر میرا بھی ایک شعر ہے کہ اصلی خانقاہ کیا ہے؟ لیکن پہلے حضرت کے شعر کو پیش کرتا ہوں ؎

۱؎ البقرۃ:۱۶۵

۲؎ جامع الترمذی:۲/۱۸۷، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

حقیقت کیا تمہاری تھی میاں آہؔ
یہ سب امداد کے لطف و کرم تھے

آج اتنا بڑا علامہ و عالم اپنی ساری تصنیفات اور سارے کمالات کی اپنے شیخ اور مرشد کی طرف نسبت کر رہا ہے اور در حقیقت یہ بالکل صحیح ہے، تکلف نہیں۔ اگر اکیس دن انڈا مرغی کے پروں میں تسلسل کے ساتھ رہے اور اس میں جان آجائے، بچہ نکل آئے تو اس بچہ کو اپنا وجود ممنونِ حرارتِ تربیت مرغی سمجھنا چاہیے، ممنون رہنا چاہیے، اپنا ذاتی کمال سمجھنا احمقانہ اقدام ہو گا۔ اسی لیے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو مشائخ سے اور ذکر اللہ کی برکت اور تعلق مرشد کے باوجود فیض نہیں ہوا انہوں نے تسلسل کے ساتھ صحبت اختیار نہیں کی۔ جیسے اکیس دن تک انڈوں کو مرغی کے ساتھ رہنا چاہیے، اکیس دن تک اس کی گرمی پہنچنی چاہیے لیکن اگر اکیس دن کے بجائے دس بارہ دن انڈے کو رکھا، پھر مرغی کو بھگا دیا یا انڈے کو ہٹا دیا تو اس انڈے کو جان اور روح اور حیات نہیں ملے گی۔ اسی طرح اہل اللہ کی صحبت میں جو لوگ مسلسل نہیں رہتے، ان کے اندر ایمانی حیات اور نسبت مع اللہ پیدا نہیں ہوتی، چاہے کبھی خلافت بھی مل جاتی ہے۔ بعض وقت اہل اللہ اور اہل اللہ کے غلام و خادم کبھی آئندہ کی تکمیل کی اُمید پر خلافت دے دیتے ہیں یا مقام و جغرافیائی لحاظ سے کہیں بہت شدید ضرورت ہوتی ہے۔ دیکھتے ہیں کہ بدعتی پیروں کا غلبہ ہے لہٰذا وہ قبل تکمیل خلافت دے دیتے ہیں۔ لہٰذا اعطائے خلافت کو اپنی تکمیل کی دلیل نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ فکرِ تکمیل کے لیے وہ محرک ہے تاکہ اس کو کچھ حیاء آئے۔ جیسے کسی چور کو تھانیدار بنا دیا جائے تو مارے شرم کے اب چوری نہیں کرے گا کہ لوگ کیا کہیں گے۔ ہم لوگوں کی خلافت ایسی ہی ہے کہ ہم سب کو اپنی حالت پر کچھ حیا اور شرم آئے۔

خانقاہ کیا ہے؟

اچھا میں اپنا وہ شعر بھول جاؤں گا اس لیے پیش کرتا ہوں۔ خانقاہ کی تعریف میں میں نے ایک شعر کہا ہے کہ خانقاہ کسے کہتے ہیں؟ اور خانقاہ کی حقیقت کیا ہے؟ وہ شعر یہ ہے۔

اہل دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس وہی اخترؔ ہے اصلی خانقاہ

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے جن کو اپنا مربی بنایا تھا ابھی حال ہی میں ان کا انتقال ہوا یعنی حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو اپنے زمانے میں شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کے صحیح نمونہ تھے اور شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جن کے گھر جاکر میرے سامنے فرمایا کہ یہ مولانا اتنے بڑے صاحبِ نسبت ہیں کہ میں ان کے نور کو زمین سے لے کر آسمان تک دیکھ رہا ہوں۔

اصلی دارالعلوم کیا ہے؟

ان کے ساتھ اختر نے تین سال وقت لگایا ہے۔ ابتدائی جوانی میں پندرہ سال، سولہ سال، سترہ سال طبیہ کالج الٰہ آباد میں جبکہ میں طب پڑھ رہا تھا ایک بار حضرت نے فرمایا اور کس کے یہاں فرمایا؟ بہت بڑا دارالعلوم ہے اعظم گڑھ میں بہت بڑے عالم کا، مصنف عبدالرزاق کا حاشیہ عربی میں لکھنے والے مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی۔ ان کے دارالعلوم میں فرمایا کہ دارالعلوم کس چیز کا نام ہے؟ دارالعلوم کی حقیقت کیا ہے؟ دارالعلوم صرف زبانی نقوش کو یاد کرنے کا نام نہیں، پھر جوش میں آکر فرمایا تھا ؎

دارالعلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے

جس کا دل اللہ کی محبت میں تڑپ رہا ہے سمجھ لو کہ بہت بڑا دارالعلوم اسے حاصل ہے۔ علم کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تک پہنچادے، راستہ اللہ کا دکھادے کہ وہ ہے ہمارا اللہ۔ ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمۡ [۳] یہ تمہارا رب ہے جو گویا نظر آرہا ہے۔ علم کی یہ حقیقت ہے ؎

علم آں باشد کہ بکشاید رہے

علم کی حقیقت یہ ہے کہ خدا کا راستہ نظر آجائے، اور ؎

راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

۳؎ الانعام:۱۰۲

اور راستہ وہ ہے جو اللہ تک پہنچ رہا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس راستے پر چل کر ہم صرف پیٹ تک، تکمیل بطن اور تنخواہوں تک پہنچیں، دین کو تن پروری کا ذریعہ بنالیں۔ وہ راستہ، وہ علم حقیقت میں علم نہیں جو اللہ تک نہ پہنچا دے۔

اَیُّهَا الْقَوْمُ الَّذِیْ فِی الْمَدْرَسَةِ
کُلُّ مَا حَصَّلْتُمُوْهُ وَسْوَسَةٌ

اے مدرسہ والی قوم! اگر تم نے اللہ کو حاصل نہیں کیا، صاحبِ نسبت نہیں ہوئے، تزکیۂ نفس نہیں کرایا، گناہوں کو نہیں چھوڑا تو تمہارا سارا علم وسوسہ ہے اور کچھ نہیں۔ ابھی میرے بیان کا ترجمہ بنگلہ زبان میں ہوگا، اگرچہ میرے لیے اس میں مشکلات ہیں کیوں کہ بارش تسلسل سے ہوتی ہے، جب بادل میں پانی کا وزن ہوتا ہے تو بغیر برسے ہوئے اس کو بہت مشکلات پڑتی ہیں۔ اسی طرح مقرر کے سینہ پر علوم کا وزن ہوتا ہے، ترجمہ کے لیے رُکنے میں بہت مشکل ہوتی ہے لیکن حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ گاؤں گاؤں جاکر اللہ کے دین کو پھیلائیں۔ محبت زبان کی محتاج نہیں ہے ۔

رحمت کا ابر بن کے جہاں بھر پہ چھایئے
عالَم یہ جل رہا ہے برس کر بجھایئے

رحمت کا ابر بن کے قریہ قریہ بستی بستی پھر کر دین پھیلانا علماء کی ذمہ داری ہے ۔

رحمت کا ابر بن کے جہاں بھر پہ چھایئے
عالَم یہ جل رہا ہے برس کر بجھایئے

اتنا بڑا عالم کہ عربوں میں آج جس کا غلغلہ ہے، افسوس کہ ان کا بھی انتقال ہوگیا، یعنی مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، مصنف عبد الرزاق کا حاشیہ اور تخریج انہوں نے عربی میں لکھی ہے، اُن کے دارالعلوم میں حضرت نے یہ شعر پڑھا تھا

دارالعلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے

ذکر کا حاصل غرق فی النّور ہونا ہے

اگر علم کے باوجود دل خدا کے لیے بے چین نہ رہے، اللہ تعالیٰ کی پیاس اور تڑپ

دل میں پیدا نہ ہو تو علم کی حقیقت حاصل نہیں ہوئی۔ علم کا حاصل یہ ہے کہ دل اللہ کی یاد میں ڈوبا ہوا ہو۔ حکیم الامت کے وصایا میں ہے کہ دل ہر وقت اللہ کے لیے بے چین رہے، کس طرح بے چین رہے؟ جیسے مچھلی پانی میں چین پاتی ہے۔ پانی کے ساتھ نہیں، پانی میں چین پاتی ہے۔ سر کے اوپر بھی پانی ہو، داہنے بھی، بائیں بھی، اوپر بھی، نیچے بھی پانی میں ڈوبی ہوئی ہو لیکن اگر پانی کے ساتھ ہو مثلاً مچھلی کا سر کھلا ہو تو سمجھ لو کہ اس مچھلی کی حیات تنگِ ممات ہوتی ہے، سوکھتی چلی جاتی ہے لہٰذا اگر جسم کا کوئی عضو گناہ میں مبتلا ہے تو وہ دریائے قربِ الٰہی سے باہر ہے، اس کی روح کی مچھلی پانی کے ساتھ تو ہے مگر پانی میں نہیں ہے، اس لیے اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ[۴] کی تفسیر میں اس بات کو علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ وقت کے امام بیہقی نے فرمایا کہ اے دوستو! اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ میں جو با ہے یہ با بمعنیٰ ساتھ کے نہیں ہے، مصاحبت کے معنیٰ میں نہیں ہے بلکہ بمعنیٰ فِیۡ کے ہے۔ کَمَا اَنَّ السَّمَکَۃَ تَطۡمَئِنُّ فِی الۡمَاءِ لَا بِالۡمَاءِ[۵] جس طرح مچھلی پانی میں ڈوب کر چین پاتی ہے پانی کے ساتھ نہیں۔ مثلاً مچھلی کا سر کھلا ہوا ہے یا اس کے جسم کا کوئی حصہ پانی سے خارج ہے تو اس مچھلی کو چین نہیں مل سکتا۔ اسی طرح اگر ہمارا کوئی عضو گناہوں میں مبتلا ہے، آنکھیں بد نظری میں مبتلا ہیں، کان گانا سننے میں مبتلا ہے، زبان جھوٹ اور غیبت میں مبتلا ہے تو سمجھ لو دریائے قربِ الٰہی سے ہماری روح کی مچھلی کے وہ اعضا خارج ہیں لہٰذا روح کو چین نہیں مل سکتا۔ اس لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کے عاشقوں کو اللہ کے دریائے قرب کی مچھلی سے تعبیر فرمایا ہے اور کیا پیارا عنوان ہے۔ آہ! کاش آپ کی زبان اُردو ہوتی یا میں بنگلہ جانتا۔

زبانِ یارِ من بنگلہ و من بنگلہ نمی دانم

مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ماہیان قعر دریائے جلال

یہ اللہ والے دریائے قرب جلال کی گہرائیوں میں رہنے والی مچھلیاں ہیں کیوں کہ جو مچھلی

---

[۴] الرعد:۲۸
[۵] التفسیر المظہری:۲۶۱/۱۰، الفجر(۲۶)

www.khanqah.org

گہرے پانی میں نہیں ہوتی تھوڑے پانی میں ہوتی ہے، جون کے مہینے میں اس کو چھوٹے چھوٹے بچے بھی پکڑ لیتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ کا اور تقویٰ کا دریائے نور اور دریائے قرب گہرا نہیں ہے، یہ معاشرہ سے، سوسائٹی سے، جاہ اور مال، حبِ دنیا و نام کے چکر میں آکر استقامت سے محروم ہو جاتے ہیں، اور جو مچھلیاں گہرے پانی میں ہوتی ہیں جب سورج پانی کی سطح ظاہر کو گرم کرتا ہے وہ اندر گھس جاتی ہیں، اس لیے حکم ہے کہ کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ تمہارے دریائے قرب میں گہرائیاں ہوں اور غیر اللہ تم کو متأثر نہ کرسکے اور تم اس وقت دریائے قرب کی گہرائیوں میں اُتر جاؤ۔ لہٰذا اللہ کو کثرت سے یاد کرو، ذکر کے تھوڑے سے پانی میں گزارا نہیں ہوگا۔ تو حضرت نے یہ شعر پڑھا ؎

دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے

اللہ والوں کی نظر کی کرامت

میری پہلی ملاقات جب مولانا سے ہوئی ہے اس وقت بہت سے علماءِ ندوہ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت فرما رہے تھے کہ اے علماءِ ندوہ! بُری نظر تو لگ جاتی ہے تو پھر اللہ والوں کی اچھی نظر کو کیوں تسلیم نہیں کرتے ہو؟ اگر بُری نظر کو اسلام تسلیم کرتا ہے اور اس کے لیے جھاڑ پھونک احادیث کے اندر مذکور ہے تو کیا وجہ ہے کہ اللہ والوں کی اچھی نظر نہ لگے۔ میں نے سمجھا کہ یہ ایک تصوف کی بات ہے اور ایک اللہ والا کہہ رہا ہے، میں نے مان لیا لیکن جب مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ دیکھی تو محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کی شرح میں فرمایا کہ اسلام نے نظر کو تسلیم کیا ہے۔ بُری نظر لگ جاتی ہے اور اس کا منتر، اس کی جھاڑ پھونک کرانا قرآن و حدیث کے اصول کے مطابق جائز ہے، تو پھر اللہ والوں کی نظر کیوں نہ لگ جائے گی، فَكَيْفَ نَظْرُ الْعَارِفِيْنَ الَّذِىْ يَجْعَلُ الْكَافِرَ مُؤْمِنًا جو کافر کو مؤمن کرتی ہے، وَيَجْعَلُ الْفَاسِقَ وَلِيًّا اور فاسق کو ولی بناتی ہے، وَيَجْعَلُ الْجَاهِلَ عَالِمًا اور جاہل کو عالم کرتی ہے، وَيَجْعَلُ الْكَلْبَ اِنْسَانًا اور کتّے کو انسان بناتی ہے۔[۶] وہ کتّا جو اصحابِ کہف کا منظورِ نظر ہوا وہ ظالم آج قرآنِ پاک کا جز بن گیا، اللہ کے کلام میں اس کا ذکر آیا، اس

[۶] مرقاۃ المفاتیح: ۸/۳۶۴، کتاب الطب والرقی، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

کے ہر حرف پر دس نیکی اسی طرح سے ملتی ہے جیسے کہ قرآنِ پاک کے تمام حروف پر۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ عبد القادر صاحبِ تفسیر موضح القرآن کے مصنف دہلی کی مسجد فتح پوری میں دیر تک ذکر میں مشغول تھے۔ جیسے ہی نکلے ایک کتّے پر نظر پڑ گئی، وہ کتّا دہلی کے سارے کتّوں کا شیخ بن گیا، جہاں جاتا تھا سارے کتّے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے تھے۔ پھر حضرت نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہ آہ! جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے ان کی نگاہوں سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے؟ علم کی حقیقت، اللہ کی محبت ان ہی علماء کو حاصل ہوئی جنھوں نے اللہ والوں کی صحبت میں اپنے نفس کا تزکیہ کرالیا۔ یہی اللہ والوں کا فیضانِ نظر ہے، ورنہ علم کے صرف نقوش حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے متعلق حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کے سامنے یہ شعر پڑھا تھا ؎

دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے
دار العلوم روح کے جلنے کا نام ہے

اللہ کے عشق و محبت میں جب تک روح نہیں جلتی تب تک علم کا کچھ مزہ نہیں۔ بقول مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث پڑھنے پڑھانے کا لطف جب ہے کہ پڑھانے والا بھی صاحبِ نسبت ہو اور پڑھنے والا بھی صاحبِ نسبت ہو پھر دیکھو کیا لطف آتا ہے۔

نسبت مع اللہ کی ایک عجیب تمثیل

دریا کو پانی کے تمام خواص پر ایک ہزار کتابیں پڑھا دو، مگر دریا کے اندر پانی نہ ہو، مضمون پانی کا پڑھادو، لیکن دریا کے اندر پانی کبھی گذرے نہیں، وہ کیا جانے سوائے خاک اُڑانے کے، چاہے پانی پر پی ایچ ڈی کرلے، تخصص کرلے، لیکن خود پانی کی لذت سے محروم ہے اور اگر وہی دریا لبالب بھر جائے، خدا کی رحمت سے بارش ہو جائے تو دور سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس دریا میں پانی ہے، اس کی ٹھنڈک دور دور جاتی ہے۔ اسی طرح لاکھ کتابیں پڑھ لے لیکن اگر دل اللہ کی محبت سے خالی ہے تو دوسروں کو بھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہاں کچھ نہیں، نہ یہ خود مزہ پاتا ہے، اور اگر دل میں اللہ کی محبت کا، نسبت مع اللہ کا پانی گذر جائے تو اس کی ٹھنڈک اور فیض دور دور جاتا ہے۔ اللہ والوں کی ٹھنڈک دور دور جاتی ہے۔

www.khanqah.org

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر شہر سے کوئی ولی اللہ، کوئی صاحبِ نسبت گذر جائے اور اس کو وہاں قیام کا موقع نہ ہو تو اس شہر والے اس کے گزرنے کی برکت سے محروم نہیں رہیں گے۔ اِنْ مَرَّ وَلِیٌّ مِنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِبَلْدَۃٍ لَنَالَ بَرَکَۃَ مُرُوْرِہٖ اَھْلُ تِلْكَ الْبَلْدَۃِ[۱] جہاں دریا میں پانی ٹھنڈا ہوتا ہے دور دور چڑیوں کا چکر، ہواؤں کی ٹھنڈک، درختوں کی ہریالی بتادیتی ہے کہ اس دریا میں پانی ہے۔ کوئی صاحبِ نسبت کتنا ہی اپنے کو چھپائے وہ چھپانے پر قادر نہیں ہو سکتا، وہ چُھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو چَھپا دیتا ہے۔ مولانا شمس الدین تبریزی نے کہا تھا کہ اے جلال الدین رومی! تو مجھ پر کیوں پاگل ہے، میرے اندر تو کچھ بھی نہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی معمولی شخصیت نہیں تھے، وہ استدلال پیش کیا کہ اپنے پیر کو بھی خاموش کر دیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص دنیا کی شراب پی کر اور الائچی پان کھا کر اس کی بو کو چھپا بھی دے لیکن ظالم اپنی مست آنکھوں کو کہاں لے جائے گا ؎

بوئے مے را گر کسے مکنوں کند

چشمِ مست خویشتن را چوں کند

لہٰذا اے سراپا جمال میرے مرشد! میں اس بات کا عادی نہیں ہوں ؎

خونداریم اے جمالِ مہتری

کہ لب ما خشک و تو تنہا خوری

کہ میں خشک لب ہوں، مجھے اللہ کی محبت کا کوئی ایک جام بھی آپ نہیں پلا رہے ہیں اور اکیلے اکیلے دریا کے دریا پی رہے ہیں۔ ایسی عقیدت و محبت تھی کہ پیر کا نام آتے ہی مولانا صفحے کے صفحے ان کی محبت میں لکھ جاتے ہیں۔ تو دوستو! یہ عرض کر رہا تھا کہ دارالعلوم کسے کہتے ہیں؟ اور علم کی حقیقت کیا ہے؟

علم آں باشد کہ بکشاید رہے

علم وہ ہے جو اللہ تک پہنچنے کا راستہ کھول دے، اور ؎

---

[۱] مرقاۃ المفاتیح: ۵/۱۹۱ (۲۲۸۸)، باب اسماء اللہ تعالیٰ، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ

www.khanqah.org

راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

اور راستہ وہ ہے جو خدا تک جارہا ہو، اور حقیقی شاہ کون ہے؟

حقیقی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے

شاہ آں باشد کہ از خود شہ شود

اصلی شاہ وہ ہے جو اپنی ذات سے شاہ ہو۔

نے ز لشکر نے ز دولت شہ شود

فوج و لشکر کا محتاج نہ ہو۔ فوج و لشکر سے جو بادشاہت ہوتی ہے وہ تو محتاج ہے، صرف اللہ تعالیٰ کی شاہی ایسی ہے جو کسی کی محتاج نہیں، سب اس کے محتاج ہیں۔ اس لیے دیکھئے اگر سارا عالَم، ساری کائنات ولی اللہ بن جائے، دنیا میں ایک کافر بھی نہ رہے، سب رات بھر سجدہ میں پڑے ہوئے **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہتے رہیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت میں ایک ذرّہ اضافہ نہیں ہو سکتا۔ ہماری تسبیحات سے ہم پاک ہو جائیں گے، ہماری بگڑی بن جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمتوں میں ہمارے سجدوں سے، ہماری عبادات سے، ایک ذرّہ اضافہ نہیں ہوتا، اور اگر ساری دنیا کافر ہو جائے، بغاوت کر دے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو ایک ذرّہ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو معافی کا سرکاری مضمون عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے یوں کہو:

یَا مَنْ لَّا تَضُرُّہُ الذُّنُوْبُ وَلَا تَنْقُصُہُ الْمَغْفِرَۃُ
فَھَبْ لِیْ مَا لَا یَنْقُصُكَ وَاغْفِرْلِیْ مَا لَا یَضُرُّكَ[۸]

اے اللہ! اے وہ ذاتِ پاک! جس کو ہمارے گناہوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور بخش دینے سے جس کی مغفرت کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں آتی، پس بخش دیجئے ہم کو وہ مغفرت جس سے آپ کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور ہمارے ان گناہوں کو معاف کر دیجئے جس سے

۸؎ شعب الایمان للبیھقی: ۴۶۵/۵ (۷۰۳۵)، ھذا دعاء ابی بکر الساسی، فصل فی قراءۃ القراٰن بالتفخیم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

آپ کو اے خدا! کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

آپ حضرات تھک گئے ہوں گے لہٰذا مضمون کو مختصر کررہا ہوں۔ جو آیت آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی تھی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو پہچان چکے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور معرفت کو یقین کے درجہ میں پا چکے ان کو ساری کائنات میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے۔ بیوی کی محبت، بچوں کی محبت پر اللہ کی محبت غالب ہوتی ہے۔ بیوی بچوں سے خوب محبت کرتا ہے لیکن ان کی محبت میں اللہ کو ناراض نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کو راضی رکھتے ہوئے اُن کے حقوق ادا کرتا ہے۔ اور اگر اللہ کی محبت اشد نہیں ہے تو مخلوق کی محبت میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔

والدین کے حقوق میں کوتاہی کا عذاب

بمبئی میں ایک شخص مجھ کو ملا۔ لمبا کرتا، بالکل صالحین کی وضع لیکن اس نے بیوی کی محبت میں اپنی ماں سے بدتمیزی کر دی اور ماں کو کچھ کہہ دیا۔ اُس کی ماں نے اس کو دو بددعائیں دے دیں کہ تو کوڑھی ہو کر مرے اور میرے جنازہ میں خدا تجھ کو شرکت کا موقع نہ دے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس لمبے کرتے تسبیح اور تہجد کے باوجود مجھے ماں کی بددعا لگ گئی اور میں کوڑھی ہو گیا اور ماں کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہو سکا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جو ماں باپ کو ستاتا ہے، اس کو موت نہ آئے گی جب تک دنیا ہی میں اس کو خدا عذاب نہ دے دے۔ ایک صحابی نے کہا کہ اگر ماں باپ ہم پر ظلم کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ماں باپ تم پر ظلم بھی کریں **وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ وَاِنْ ظَلَمَاہُ**[۹] اگر ظلم کریں، اگر ظلم کریں، اگر ظلم کریں تب بھی ماں باپ سے بدلہ لینا جائز نہیں کہ تمہارا وجود ان کے نطفہ سے ہے، ان کا مرہونِ منت ہے، تمہارا وجود ماں باپ سے ہوا، ان کے لیے تم دعا ہی کرتے رہو۔ اگر بڑھاپے کی وجہ سے تم کو کچھ ڈانٹ ڈپٹ کریں، بے موقع آپ پر غصہ ہو جائیں تو برداشت کرو۔

---

۹ مشکوٰۃ المصابیح:۲/۴۲۱باب البر والصلہ،قدیمی کتب خانہ

www.khanqah.org

بیویوں کے حقوق

اسی طرح بعض لوگ اپنی بیویوں کو ستاتے ہیں، بیوی سے ذرا سی گستاخی ہو جائے، اس کا بھی دل چاہتا ہے کچھ ناز کرنے کو تو بیوی کو ڈنڈا لے کر پٹائی کرتے ہیں کہ ہیں! تم کو ناز کا کیا حق ہے؟ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ[۱۰] بس حکومت ثابت کرتے ہیں، لیکن سنئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون غیرت مند ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! جب تو روٹھ جاتی ہے، ناز کرتی ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ عرض کیا اے میرے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو کیسے معلوم ہوتا ہے کہ میں آج کل روٹھی ہوئی ہوں؟ فرمایا کہ جب تو مجھ سے روٹھ جاتی ہے تو قسم اس طرح کھاتی ہے وَرَبِّ اِبْرَاھِیْمَ ابراہیم کے رب کی قسم! اور جب خوش رہتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ مُحَمَّدٍ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کی قسم![۱۱] اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے دنیا والو! سن لو جو لوگ اپنی بیویوں کو پیٹ پیٹ کر سیدھا کر رہے ہیں یہ کمینے لوگ ہیں۔ تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کریم شوہروں پر، شریف اور لائق شوہروں پر یہ عورتیں غالب آجاتی ہیں کیونکہ جانتی ہیں کہ یہ ہمارے ناز اُٹھالے گا۔ وَیَغْلِبُھُنَّ لَئِیْمٌ اور کمینے شوہر ڈنڈے کے زور سے اور گالی گلوچ سے ان پر غالب آجاتے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون غیور ہو سکتا ہے؟ فرماتے ہیں فَاُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ کَرِیْمًا مَغْلُوْبًا میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں، چاہے مغلوب رہوں، بیویاں اگر کچھ تھوڑا سا ناز نخرہ دکھادیں تو اس کو برداشت کر کے کریم شوہر بنوں، میرے اخلاقِ مناسئر اور اخلاقی بلندیوں میں ذرا بھی کمی نہ آئے، وَلَآ اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ لَئِیْمًا غَالِبًا[۱۲] اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کمینہ اور بداخلاق بن کر، زبان کے زور سے، ڈنڈے کے زور سے ان پر غالب آجاؤں۔

---

[۱۰] النسآء:۳۴

[۱۱] صحیح البخاری:۲/۷۸۷، باب غیرۃ النساء ووجدھن، قدیمی کتب خانہ

[۱۲] روح المعانی:۵/۱۴، داراحیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک عورت سے اپنے شوہر کے کھانے میں نمک تیز ہو گیا اور وہ غریب آدمی تھا، چھ مہینہ کے بعد مرغی لایا تھا، چھ مہینہ تک دال کھا کھا کر زبان مرغی کھانے کے لیے بے چین تھی، مگر نمک تیز کر دیا لیکن اس نے بیوی کو کچھ نہیں کہا، چپ چاپ کھالیا اور کہا کہ یا اللہ! اگر میری بیٹی سے نمک تیز ہو جاتا تو میں یہ پسند کرتا کہ میرا داماد اس کو معاف کر دے، میرے کلیجہ کے ٹکڑے کو کچھ نہ کہے تو یہ میری بیوی بھی کسی کے کلیجہ کا ٹکڑا ہے، کسی ماں باپ کی بیٹی ہے اور اے خدا! تیری بندی ہے، بس میں آپ کی رضا کے لیے اس کو معاف کرتا ہوں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں بیان فرماتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اسے ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا، پوچھا بھائی! تیرا کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے یہ گناہ کیا، یہ گناہ کیا، میں سمجھا کہ اب دوزخ میں جاؤں گا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاؤ! تم کو معاف کرتا ہوں، اس نیک عمل پر کہ تم نے میری بندی کی ایک خطا معاف کی تھی اور اس کو ڈنڈا نہیں مارا، اس کو گالی نہیں دی، جس دن میری بندی سے نمک تیز ہو گیا تھا تو تم نے اس کی خطا کو معاف کر دیا تھا، اس کے بدلہ میں آج میں تم کو معاف کرتا ہوں۔

جتنا زیادہ تہجد پڑھنے والے اور زیادہ ذکر کرنے والے ہیں میرا تجربہ ہے کہ اگر اہل اللہ کے صحبت یافتہ نہ ہوں تو اکثر ان میں غصہ پیدا ہو جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ پر ذکر کا جلال چڑھا ہوا ہے۔ ارے نالائق! تجھ پر تو شیطان کا وبال چڑھا ہوا ہے، ذکر سے تو خدا کی مخلوق پر اور رحمت ہونی چاہیے نہ کہ تو اتنا گرم ہو گیا کہ اپنے کو ہر وقت فرشتہ سمجھتا ہے۔ اپنی بیٹی کو کوئی ستائے تو فوراً عاملوں کے پاس جائیں گے کہ حضور تعویذ دے دیں، میری بیٹی کو میرا داماد ستا رہا ہے اور خود اپنی بیویوں کو ڈنڈے لگاتے ہیں اور گالیاں سناتے ہیں۔ مخلوقِ خدا کو جو ستائے گا ہرگز ولی اللہ نہیں ہو سکتا، ایک لاکھ حج و عمرہ کرے، ایک لاکھ ذکر کرے لیکن جو اللہ کی مخلوق کو ستائے گا ہرگز وہ مؤمن کامل نہیں ہو سکتا اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا[۱۳]

---

[۱۳] جامع الترمذی: ۲۱۹/۱، باب ما جاء فی حق المرأة علیٰ زوجھا، ایچ ایم سعید۔
مشکوٰۃ المصابیح: ۲۸۲، باب عشرۃ النساء ... الخ، قدیمی کتب خانہ

www.khanqah.org

مخلوق کی ایذا رسانی کا ایک سبق آموز واقعہ

حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خود یہ واقعہ سنایا کہ بڑی پیرانی صاحبہ نے حضرت سے کہا کہ مولانا میں ذرا رشتہ داری میں جارہی ہوں، یہ مرغیاں جو ہم نے پالی ہیں آٹھ بجے دن میں ان کو ڈربہ سے نکال دیجئے گا اور دانہ پانی دے دیجئے۔ اب اتنا بڑا مجدد زمانہ حکیم الامت جو ساٹھ خطوط کا روزانہ جواب لکھے اور پندرہ سو کتابیں لکھنے والا اس کو بھلا مرغی کہاں یاد رہے۔ حضرت بھول گئے، مرغیاں ڈربہ میں بند رہیں۔ اب خطوط کا جواب ندارد، تفسیر بیان القرآن کے لیے قلم اُٹھایا سارے علوم ختم، کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے، دل میں اندھیرا آگیا، سارے علوم و معارف غائب ہوگئے۔ حضرت سجدہ میں گر کر رونے لگے کہ یااللہ! مجھ سے کیا خطا ہوگئی، کیا گناہ ہے کہ جس سے آج آپ کی نگاہِ کرم میرے دل پر سے ہٹ گئی اور میرے دل سے سارے علوم غائب ہوگئے، میں تو آج دل کو بالکل خالی پارہا ہوں۔ آسمان سے آواز دل میں آئی کہ اشرف علی! میری مخلوق مرغیاں ڈربہ میں بند ہیں، آج وہ اندر اندر کڑھ رہی ہیں، میری مخلوق کو ستا کر علوم و معرفت کا انتظار کرتے ہو، جاؤ! جلدی مرغیوں کو کھولو۔ حضرت کانپ گئے، بھاگے ہوئے گئے، مرغیوں کو کھولا اور دانہ پانی رکھ دیا۔ جب واپس آئے تو دل میں فوراً سارے علوم کا دریا بہنے لگا۔ ایک جانور پر ظلم کا تو یہ عذاب ہے اور ہمارا کیا حال ہے۔ سگا بھائی سگے بھائی کو ستارہا ہے، شوہر بیوی کو ستارہا ہے، ماں باپ سے لڑائی ہورہی ہے، محلہ میں پڑوسیوں کو ستایا جارہا ہے، ذرا ذرا سی بات پر ڈنڈا چل رہا ہے، کیا حال ہے اس وقت!

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے صبر کا عبرت انگیز واقعہ

صوفیو اور سالکو! سن لو کہ تصوف کس چیز کا نام ہے؟ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے ولی اللہ جارہے ہیں اور یہ واقعہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جارہے ہیں، مریدوں کا لشکر اور فوج ساتھ ہے۔ اوپر سے ایک رنڈی، بدکار عورت نے چولہے کی راکھ اور گھر کا کچرا اور گندگی کا ٹوکرا بھر

www.khanqah.org

کر ان کے سر پر ڈال دیا۔ حضرت نے فرمایا الحمدللہ! مریدوں نے پوچھا کہ حضرت! اس وقت آپ نے الحمدللہ کیوں کہا؟ فرمایا کہ دل میں میں نے اِنَّا لِلّٰہِ بھی پڑھ لیا کہ سنت ہے لیکن اس سنت کے ساتھ ایک دوسری سنت بھی ادا کررہا ہوں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ خادموں نے کہا کہ حضرت! اجازت دیجیے تاکہ اس کو ہم گھما کر چھپکلی کی طرح دیوار سے چپکا دیں۔ فرمایا کہ تم لوگ میرے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہو، اِنَّ الْمُنْتَقِمَ لَا یَکُوْنُ وَلِیًّا انتقام لینے والا ولی اللہ نہیں ہو سکتا لہٰذا تم لوگوں میں میرے ساتھ رہنے کی صلاحیت نہیں، بھاگ جاؤ، مجھ کو چھوڑ دو، اگر صبر سے رہنا ہے تو بایزید بسطامی کے ساتھ رہو ورنہ میرا ساتھ چھوڑ دو۔ خدا کا راستہ صبر کا راستہ ہے، گناہ چھوڑنے پر بھی صبر کرو، مخلوق کی اذیت پر بھی صبر کرو۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ صبر

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مخلوق مجھے گالیاں دیتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آج میرے عجب و کبر کا علاج ہو گیا۔ ہر طرف حضرت حضرت کی آوازوں سے دماغ میں عجب و کبر کا جو نشہ چڑھ جاتا ہے تو جب کوئی خط میں گالیاں لکھ کر بھیج دیتا ہے، یہ میرے لیے کُونین کا کام دیتا ہے اور اس کی برکت سے میں دولتِ کَونَین پارہا ہوں یعنی نسبت مع اللہ کا چاند جب کبھی عجب و کبر کے بادلوں میں چھپ جاتا ہے تو مخلوق کی طرف سے اس طرح کی تکلیف پہنچنے سے اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے نکال دیتے ہیں لہٰذا یہ تکلیف کونین ہے جو دولت کونین کا سبب ہے جس سے عجب و کبر کا ملیریا اُتر جاتا ہے۔ تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے الحمدللہ اس لیے کہا کہ جو سر آگ برسنے کے قابل تھا اس پر خدا نے راکھ برسائی، اس کا احسان ہے کہ چھوٹی بلا دے کر بڑی بلاؤں سے بچالیا۔

ایں بلا دفع بلا ہائے بزرگ

یہ ہیں اللہ والے، اور ہم لوگ چند رکعات پڑھ کر اپنے کو سمجھتے ہیں کہ بس ہم فرشتہ ہو گئے۔ اگر ہمیں کوئی ذرا سا کچھ کہہ دے بس بددعائیں دینے لگیں گے، آلو خرید رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ دو آلو زیادہ ڈالو، جانتے نہیں ہو رات بھر تہجد پڑھا ہے، دیکھتے نہیں آنکھیں کیسی لال ہو رہی ہیں۔

جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغؔ نام نہیں

تھوڑی سی عبادت کر کے اور عجب میں مبتلا ہو گئے کہ ہم بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کم نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ فنائیت

یہ کیا فقیری ہے، کیا بزرگی ہے، دوستو! بزرگی اس کا نام ہے کہ میرٹھ میں حکیم الامت سڑک پر جارہے ہیں، بھنگی جھاڑو دے رہا ہے، حکیم مصطفیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ حکیم الامت تھانوی کو فکر ہوئی کہ میرے پیر کو گرد و غبار نہ لگ جائے اور یہ حکیم صاحب اتنے قابل تھے کہ جب حضرت کا وعظ ہوتا تھا اردو میں اسی وقت اس کو عربی میں لکھتے جاتے تھے۔ یہ بات شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمائی کہ نام کے حکیم تھے، مگر نہایت بڑے عالم تھے۔ اب خود سمجھ لیجیے کہ کتنے بڑے عالم تھے کہ حکیم الامت کے اردو وعظ کو وعظ کے دوران ہی عربی میں لکھ لیتے تھے۔ کمال ہے ان کی قابلیت کا۔ انہوں نے آگے جا کر بھنگی سے کہا کہ دیکھو ہمارے پیر صاحب جارہے ہیں، تھوڑی دیر جھاڑو نہ لگاؤ۔ حضرت نے سن لیا۔ فرمایا کہ حکیم صاحب کیا مجھے تم فرعون بنانا چاہتے ہو، یہ میونسپلٹی کا ملازم ہے، حکومت کا ملازم ہے، حکومت کی تنخواہ لیتا ہے، یہ اپنا حق ادا کر رہا ہے، آپ کو جائز نہیں ہے کہ میری خاطر سے سڑک کی صفائی کو آپ رُکوا دیں۔ ہمارے بزرگوں نے تو اس طرح زندگی گزاری ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ و فنائیت

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ذرا سی غلطی ہو گئی تھی۔ ایک نوجوان جاہل کسان کو ذرا زیادہ ڈانٹ دیا، بعد میں حضرت کو احساس ہوا کہ یہ میرا شاگرد نہیں، میرا مرید نہیں، میں نے اس کو ضرورت سے زیادہ ڈانٹ دیا، فوراً دو میل اس کے گاؤں گئے۔ عصر کے بعد چلے تھے لیکن اتنی پریشانی ہوئی کہ راستہ بھول گئے۔ جو اللہ والے ہوتے ہیں ان کو اللہ کی نافرمانی کے بعد اتنی بے چینی ہوتی ہے کہ اپنی زندگی سے بے زار ہو جاتے ہیں۔ حضرت اندھیرے میں اس کے یہاں پہنچے اور کہا کہ بھائی! مجھ سے آج بہت زیادہ غلطی ہوئی ہے، میرے تم شاگرد نہیں، مرید نہیں، میں نے تم کو بے جا ڈانٹ دیا۔ تم خدا کے لیے مجھے معاف

www.khanqah.org

کردو۔ اس جاہل کسان نے کہا کہ حضرت! آپ میرے باپ سے بھی زیادہ بڑے ہیں، عزت دار ہیں، عالم دین ہیں، آپ کو حق ہے مجھے ڈانٹنے کا۔ فرمایا ہرگز نہیں! قیامت کے دن معلوم نہیں عبدالغنی کا کیا حال ہوگا؟ معاف کردو تب یہاں سے جاؤں گا۔ اس نے کہا اچھا! میں نے معاف کردیا اور یہ اس لیے کہہ دیا کہ آپ کا دل خوش ہوجائے ورنہ آپ کا مجھ پر حق ہے۔ اس کے بعد حضرت لوٹ آئے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا اسی رات کو انعام کیا ملا مخلوقِ خدا پر رحم کرنے کا اور ظلم پر معافی مانگنے کا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، دو کشتیاں ہیں، ایک کشتی پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں، دوسری کشتی کچھ فاصلہ پر ہے، اس پر شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکیلے بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! عبدالغنی کی کشتی کو میری کشتی سے جوڑ دو۔ حضرت شاعر نہیں تھے، مگر اس مضمون کو شعر میں پیش کردیا کہ ؎

قلبِ مضطر کی تسلی کے لیے
حکم ہوتا ہے ملادو ناؤ کو

دیکھا آپ نے، آج ہے کوئی شخص جس سے زیادتی ہوگئی ہو وہ جاکر پیر پکڑ کر معافی مانگے کہ مجھ سے خطا ہوگئی، مجھے معاف کردو۔ سبحان اللہ! کیا شان تھی ہمارے بزرگوں کی، یہ ہے اصلی بزرگی۔ یہ نہیں کہ دو نفل پڑھ کر اکڑ رہے ہیں۔ مقبولیت کی علامت یہ ہے کہ عبادت کرکے اور زیادہ فنائیت پیدا ہوجائے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ تقویٰ

حکیم الامت کی کیا شان تھی کہ مرنے سے پہلے اعلان کردیا کہ اگر میں نے کسی کو ستایا ہو، کسی کو بُرا کہا ہو تو ؎

وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام
قیامت کے دن پر نہ رکھے یہ کام

بروزِ قیامت خجالت نہ ہو
خدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ والوں نے اللہ کی محبت میں سلطنت چھوڑ دی اور اپنی اصلاح کرلی۔ ماں باپ کو اگر ستایا تو ان کے پیر پکڑ کر رو رو کے معافی مانگی، اپنی بیوی کو اگر ستایا تو دوسرے وقت اس کی تلافی کردی۔ اگر کبھی غلطی سے کچھ زیادتی ہوجائے تو دوسرے وقت اس کو گلاب جامن کھلاؤ، مٹھائی کھلاؤ، سندیش کھلاؤ اور اس سے کہہ دو کہ میں اب دور اندیش ہوگیا، اب آیندہ آپ کو نہیں ستاؤں گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب میں بچپن سے رومانٹک اور حسن پرست تھا مگر میری اماں گیارہ نمبر کا چشمہ لگا کر بڑی خراب شکل والی لے آئی۔ اس کا بھی جواب سن لو، اگر ہماری آپ کی بیٹی غصہ والی ہو، صورت میں بھی داماد سے کم ہو تو آپ کیا چاہیں گے کہ داماد طلاق دے دے یا رات دن روئیں گے کہ اے خدا! میرے داماد کے دل میں ایسی محبت ڈال دے کہ میری کم خوب صورت غصہ والی بیٹی کی زندگی پار کردے۔ چند روزہ زندگی ہے، بیویوں کے ساتھ زندگی نباہ دو بلکہ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو اتنا خوش کردیں گے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں کے لیے خوشخبری

میں ایک خوشخبری سناتا ہوں، سارے کشور گنج والے اپنی اپنی بیویوں کو حدیث کی خوشخبری سنادیں، ان شاء اللہ! صبح بیویوں کی طرف سے آپ کو بہترین ناشتہ ملے گا۔ وہ خوشخبری کیا ہے؟ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اے اُمِ سلمہ! جنت میں مسلمان بیویاں حوروں سے زیادہ خوب صورت کردی جائیں گی۔[۱۴] اور بڈھی ہوں گی تو جوان کردی جائیں گی، سب جوان ہو کر جنت میں جائیں گی۔

---

[۱۴] روح المعانی: ۲۷/۱۲۶، دار احیاء التراث، بیروت - مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۴۱۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مَردوں کے لیے خوشخبری

اور آپ لوگ کہیں گے کہ ہمارا کیا حال ہوگا؟ جنتی مرد جب جنت میں داخل ہوں گے تو تیس اور تینتیس سال کی عمر ہوگی اَلْمُرَادُ بِذٰلِکَ کَمَالُ الشَّبَابِ جوانی کمال پر ہوگی اور ہمیشہ رہے گی، آنکھوں میں قدرتی کاجل لگا ہوگا اور داڑھی بھی نہیں ہوگی۔[۱۵] وہاں داڑھی کبھی نکلے گی ہی نہیں، وہاں بلیڈ کی ضرورت نہیں ہوگی، نہ وہاں بلیڈ کی کوئی مارکیٹ ہوگی، ہمیشہ ایسے رہیں گے جیسے اٹھارہ انیس سال کا سرخ و سفید نوجوان ہوتا ہے، لٰہذا یہاں داڑھی منڈا کر ایڈوانس جنتی بننے کی کوشش نہ کریں کیونکہ جنت ان ہی کو ملے گی جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مان کر داڑھی رکھیں گے۔ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، جتنی واجب عید کی نماز ہے، بقرہ عید کی نماز ہے، وتر کی نماز ہے، اتنی ہی واجب ایک مشت داڑھی رکھنا ہے، اور چہرہ کے تینوں طرف ایک مٹھی داڑھی ہو، اور مٹھی بھی اپنی ہو، نائی کی نہیں ورنہ کہیں آپ نائی کا دس سالہ بچہ لے آئیں اور اس کی مٹھی سے ناپ کر داڑھی کٹوادیں اور اس طرح کمسن بننے کا ذوق پورا کریں لٰہذا اپنی مٹھی سے ناپ کر داڑھی ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اور یہاں جو داڑھی رکھ رہے ہیں قیامت کے دن داڑھی رکھے ہوئے اُٹھائے جائیں گے۔ جنت میں داڑھی نہیں ہوگی لیکن میدانِ قیامت میں اسی حال میں اُٹھائے جائیں گے جس حال میں موت آئی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ قیامت میں اپنی داڑھی اللہ میاں کو دکھا کر یہ شعر پڑھوں گا۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

نافرمانوں کے لیے مقامِ عبرت و تازیانۂ محبت

اور جو داڑھی منڈارہے ہیں وہ داڑھی منڈے اُٹھائے جائیں گے اور جب رسول اللہ

[۱۵] جامع الترمذی:۸۱/۲، باب ماجاء فی سن اھل الجنة، ایچ ایم سعید

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں گے کہ اے اللہ کے نبی! میری شفاعت کیجیے، میری سفارش کیجیے، مجھ کو بخشوا دیجئے تو اللہ کے نبی نے اگر یہ سوال کرلیا کہ میری شکل میں تجھ کو اے ظالم کیا خرابی نظر آئی تھی کہ تو نے میری جیسی شکل نہیں بنائی، عیسائیوں، یہودیوں کی سی شکل بنائی، سکھوں سے بھی تو نے سبق نہیں لیا کہ اپنے گرونانک کی محبت میں انہوں نے داڑھیاں رکھیں حالاں کہ وہ باطل پر تھے، کافر تھے، نجات نہیں پائیں گے۔

دوستو! شرعی داڑھی رکھنے میں حسن و جمال بھی ہے۔ آپ نے دنیا میں کسی شیر کو دیکھا جس کے داڑھی نہ ہو، چڑیا خانوں میں جاکر دیکھئے، شیرنی کے داڑھی نہیں ہوگی، آپ لوگ کیا بننا چاہتے ہیں؟ شیر بننا چاہتے ہیں یا شیر کی بی بی؟ ماشاء اللہ! ہر طرف سے آواز آرہی ہے کہ شیر بننا چاہتے ہیں، مؤمن اللہ کے شیر ہیں یعنی اللہ کی فرماں برداری میں وہ کسی کی پروا نہیں کرتے، نہ معاشرہ کی، نہ زمانہ کی، نہ شیطان کی، نہ اپنے نفس کی۔

بہنوں کو ورثہ نہ دینا بدترین ظلم ہے

یہ نہیں کہ کسی کا مال مار لیا، کسی کا کھیت دبالیا، کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ یہ مال و دولت چند دن کی ہے جس کے لیے اللہ کو ناراض کرتے ہیں۔ تہجد کبھی قضا نہیں کرتے مگر جب بابا کا انتقال ہو گیا تو اپنی بہنوں کا ورثہ اور بہنوں کی ساری زمین پر قبضہ کرلیا اور بہن سے کیا کہتے ہیں سال میں ایک دفعہ آنا تمہارے بچوں کے کپڑے بنادیں گے اور تمہارا بھی ایک جوڑا بنادیں گے، آکر ایک مہینہ خوب کھالینا اور باپ دادا کی چوکھٹ پر اپنا دل خوش کرلینا، مگر خبردار زمین لینے کا نام نہ لینا، نہیں تو ایک گھونٹ پانی بھی نہیں پینے دوں گا۔ آہ! یہ دینداری ہے؟ یہ تو شقاوت قلبی اور بدترین ظلم ہے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی محبت کی کمی سے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں آجائے تو عمل آسان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت تین طریقے سے آتی ہے: نمبر ایک اللہ تعالیٰ کے احسانات کو سوچیے کہ جس نے ہمارے لیے چاند، سورج، زمین، آسمان بنائے، اسلام و ایمان عطا فرمایا، بال بچے دیے، روزی دی اور کیا کیا نعمتیں عطا فرمائیں۔ نمبر دو اللہ کا ذکر کیجیے کسی اللہ والے سے پوچھ کر۔ ذکر میں خاصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کردیتا ہے، خاص کر جو ذاکرین خدا کے عاشقوں کی نقل بناتے ہیں۔ دل

www.khanqah.org

میں محبت تھوڑی ہے، ایک آنہ ہے مگر اللہ اللہ اس طرح کریں گے جیسے سولہ آنہ محبت ہے۔ اللہ کو رحم آجاتا ہے کہ اس ظالم کے دل میں محبت تو تھوڑی ہے مگر یہ میرے عاشقوں کی نقل کر رہا ہے لہٰذا اس کو محبت دے ہی دو۔

ذکرِ مثبت اور ذکرِ منفی

لیکن ذکر کی دو قسمیں ہیں ایک تو تہجد، اشراق، اللہ اللہ کرنا یہ تو ذکرِ مثبت ہے اور دوسری قسم ذکرِ منفی ہے یعنی گناہ سے بچو، نظر کو بچاؤ، کسی کی ماں بہن بیٹی کو مت دیکھو۔ ایسا لڑکا جس کے داڑھی مونچھ نہ ہو اس کو مت دیکھو، ان کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے، بعض ظالم کہتے ہیں کہ اس میں کیا گناہ ہے نہ لینا نہ دینا، لو نہ دو دیکھ تو لو، ہم کیا لے رہے ہیں؟ صرف دیکھ ہی تو رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ تم آنکھوں کا زنا کر رہے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بد نگاہی آنکھوں کا زنا ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نظر کی حفاظت نہیں کرتا، اس کو عبادت کی حلاوت نہیں ملے گی، نہ اس کو ذکر میں مزہ آئے گا، نہ نماز میں مزہ آئے گا۔ کیونکہ حفاظتِ نظر پر ایمانی مٹھاس کا وعدہ ہے۔ کنز العمال کی حدیث ہے کہ جس نے اللہ کے خوف سے نظر کو بچایا، اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو ایمان کی حلاوت عطا فرمائے گا۔ اس کا راز یہ ہے کہ میرے بندے نے آنکھ کی خوشی کو مجھ پر قربان کیا، میں اس کے بدلہ میں اس کو اپنی ایمانی مٹھاس، اپنی محبت کی لذت دے دوں گا۔

ذکرِ منفی کا نور زیادہ قوی ہوتا ہے

حلاوتِ ایمانی کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی محبت کی مٹھاس جس سے اس کی عبادت لذیذ ہو جاتی ہے، اس کا سجدہ دو سو سلطنت سے افضل ہو جاتا ہے، اس کی دو رکعت دوسروں کی لاکھ رکعات سے افضل ہو جاتی ہے، اس کا ایک بار اللہ کہنا دوسروں کے لاکھوں بار اللہ کہنے سے افضل ہوتا ہے، کیونکہ حلاوتِ ایمانی ذکر منفی سے عطا ہوتی ہے اور ذکر منفی کا نور ذکر مثبت سے قوی ہوتا ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک ہزار تہجد کا نور ایک پلڑے میں رکھ دو اور گناہ سے بچنے کا غم اُٹھانے کا نور دوسرے پلڑے میں رکھ دو تو یہ نور ہزاروں تہجد کے نور سے

www.khanqah.org

زیادہ قوی ہو گا۔ ایک شخص بازار میں جارہا ہے، سامنے لڑکی آگئی، اس نے اپنی نظر کو بچالیا اور دل پر نہ دیکھنے کے غم کی تکلیف کو اُٹھالیا تو اس کا نور زیادہ قوی ہو گا۔ ذکر منفی کا نور ذکر مثبت کے نور سے زیادہ ہو تا ہے، دلیل کیا ہے؟ دلیل بھی بتاتا ہوں۔

اِلَّا اللہُ کی تجلی لَا اِلٰہَ کی تخلّی پر موقوف ہے

بتایئے! لَا اِلٰہَ پہلے ہے کہ اِلَّا اللہ پہلے ہے؟ پہلے غسل کرتے ہو، کپڑا صاف کرتے ہو یا پہلے عطر لگاتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے کلمۂ توحید میں بتادیا کہ اگر اِلَّا اللہ کا عطر لگانا چاہتے ہو تو غیر اللہ سے قلب کو پاک کرو۔ کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ کو اللہ کیسے ملا؟ فرمایا لَا اِلٰہَ سے ملا۔ اور اِلٰہَ کی دو قسمیں ہیں، ایک تو پتھر کے بت ہیں ہندوؤں کی مورتی، اس سے تو مسلمان بچ جاتا ہے لیکن نفس کی جو بُری بُری خواہشات ہیں یہ بھی اِلٰہَ ہیں۔ جو شخص چلتے پھرتے بتوں کو دیکھتا ہے، نامحرم عورتوں کو تانک جھانک کرتا ہے، بدنظری سے نہیں بچتا یہ بھی باطل خداؤں کا پجاری ہے، آنکھوں کا زنا کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو نہیں مل سکتا۔ عَلٰی سَبِیْلِ الْوِلَایَةِ یعنی اولیاء اللہ کا ایمان اس کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

خواہشاتِ نفسانیہ کے اِلٰہِ باطلہ ہونے کی دلیل

اب قرآنِ پاک سے اس کی دلیل سنئے کہ نفس کی بُری خواہشات بھی اِلٰہَ میں داخل ہیں، لَا اِلٰہَ کی نفی میں ہمارے اوپر ان بُری خواہشات کی نفی بھی فرض ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰىہُ[۱۶] اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ نے نہیں دیکھا ان انٹر نیشنل گدھوں کو، بے وقوفوں کو جنھوں نے اپنے نفس کی بُری خواہشات کو خدا بنا رکھا ہے۔ میری رضا، میری خوشی کو چھوڑ کر اپنے نفس میں حرام خوشی استیراد کرتے ہیں، امپورٹ کرتے ہیں، درآمد کرتے ہیں جس سے قلب ستیاناس ہو جاتا ہے، کوئی پتھروں کو پوجتا ہے، یہ اپنی خواہش کی پوجا کررہے ہیں۔

---

[۱۶] الجاثیۃ:۲۳

بد نظری کی کلفت

کوئی ذرا عمل کر کے تو دیکھے نظر کی حفاظت میں بد نظری سے زیادہ مزہ آئے گا کیونکہ بد نظری کا مزہ تو تھوڑی دیر کا ہے، پھر گھنٹوں اضطراب و پریشانی رہتی ہے۔ایک شخص سے حکیم الامت نے پوچھا کہ نظر ڈال کر کتنی دیر پریشان رہتے ہو اور نظر بچا کر کتنی دیر کی پریشانی ہوتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ جب نظر بچالیتا ہوں تو تین منٹ تک تکلیف رہتی ہے کہ پتہ نہیں کہ کیسی ہو؟ یا کیسا ہو؟ ناک کیسی ہو؟ چہرہ کتابی ہو یا نہیں؟ لیکن جب نظر بھر کے دیکھ لیتا ہوں تو بہتّر گھنٹہ یعنی تین دن تک تڑپتا ہوں۔ اب معلوم ہوا کہ تعزیت تین دن کیوں مسنون ہے، کیونکہ جب دل پر زخم لگتا ہے تو تین دن تک اس کی تکلیف رہتی ہے، اس کے بعد تکلیف کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔اس لیے تین دن تک غمزدہ کو تسلی دینا شریعت نے مسنون کر دیا لیکن گناہ کا عذاب تو الگ ہے،اس میں کوئی تسلی نہیں دے سکتا،اِلّا یہ کہ توبہ کر کے اللہ کو راضی کر لے۔

شانِ عشاقِ حق

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اگر دوزخ نہ ہوتی تو بھی خدائے تعالیٰ کے عاشقین اللہ کو ناراض نہ کرتے، وہ کہتے کہ میرا پالنے والا مالک ناراض ہو جائے گا۔ دیکھیے جو ابّا ڈنڈا نہیں مارتا لیکن انڈا کھلاتا ہے، ڈبل روٹی دیتا ہے، مکھن دیتا ہے، ڈنڈا نہیں مارتا تو جو لائق بیٹا ہو گا وہ اپنے باپ کو ناراض نہیں کرے گا۔ اپنے دوستوں سے کہے گا کہ اگرچہ میرا ابّا ڈنڈا نہیں مارتا لیکن میرا ابّا مجھ پر احسان کرتا ہے، ہماری پرورش میں ہمارے اوپر بے حد مہربانی کرتا ہے، لہٰذا میں اپنے باپ کو ناراض نہیں کر سکتا۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جہنم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرنا خدا کے عاشقوں پر فرض ہے، جنت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رضا محبوب ہونا عاشق پر فرض ہے۔ اب اس کی دلیل سنئے۔

جنت پر طلبِ رضائے الٰہی کی تقدیم کی حکمت

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی اس میں جنت کو درجۂ ثانی میں رکھا

www.khanqah.org

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ رِضَاکَ وَالۡجَنَّۃَ اے خدا! ہم آپ سے آپ کی خوشی مانگتے ہیں کہ آپ ہم سے خوش ہو جایئے، ہماری خطاؤں کو درگزر فرمایئے اور ہم سے خوش ہو جایئے۔ وَالۡجَنَّۃَ اور آپ سے جنت بھی مانگتا ہوں۔ جنت کو درجۂ ثانی میں رکھا، اور جنت درجۂ ثانی میں اس لیے کہ وہ محل رضا ہے۔ خدائے تعالیٰ جس سے راضی ہوں گے اس کو جنت ہی عطا فرمائیں گے۔

جہنم پر ناراضگیٔ حق سے استعاذہ کی تقدیم کی حکمت

اور دوزخ سے پہلے پناہ نہیں مانگی بلکہ پہلے اللہ کی ناراضگی سے پناہ مانگی۔ فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ سَخَطِکَ وَالنَّارِ [ک] اے خدا! میں آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں۔ وَالنَّارِ اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں، جہنم کو درجۂ ثانی میں رکھا کیونکہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے اس کو جہنم دیں گے۔ اس لیے اللہ کی ناراضگی سے ڈرنا اصل چیز ہے اور تقاضائے محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت اشد حاصل کرنے کے طریقے

اللہ تعالیٰ کی محبت اشد یعنی اپنی جان سے زیادہ اللہ کی محبت ہو جائے، اہل و عیال سے زیادہ محبت اللہ کی دل میں پیدا ہو جائے اور شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ محبوب ہو جائیں۔ اس کے تین طریقے حضرت حکیم الامت نے بیان فرمائے۔ ان طریقوں پر جو عمل کرے گا اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی محبت اشد حاصل ہو جائے گی۔ نمبر ایک یہ کہ روزانہ دس منٹ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو سوچا کریں۔ یہ حکیم الامت کا مضمون ہے، اس کو میرا مضمون نہ سمجھیں، یہ اس ذاتِ گرامی کا مضمون ہے جس کے صدقہ میں یہ جامعہ قائم ہے، مولانا اطہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر حکیم الامت کی صحبت نہ اُٹھاتے تو خواہ کتنے ہی بڑے عالم ہوتے آج یہ عزت ان کو حاصل نہ ہوتی، یہ حکیم الامت کی نسبتِ غلامی کا صدقہ ہے، ہم سب کی جو آج عزت ہے یہ حکیم الامت مجدد زمانہ حضرت تھانوی کا صدقہ ہے، اس لیے حکیم الامت ہی کا مضمون پیش کر رہا ہوں کہ تین طریقے جو اختیار کرے گا اللہ کا عاشق

ک المسند الامام الشافعی: ۱۲۳

ہو جائے گا، خدا کی محبت اس کو اس سطح پر مل جائے گی کہ اپنی جان سے زیادہ، اہل و عیال سے زیادہ، ٹھنڈے پانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کو حاصل ہو جائے گی۔

نسخہ نمبر ۱) حق تعالیٰ کے انعامات کا مراقبہ

اور وہ طریقہ بہت آسان ہے۔ پانچ منٹ دس منٹ اللہ تعالیٰ سے روزانہ بات کرو کہ اے خدا! آپ کا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں انسان بنایا۔ سور، کتّا، گدھا، بیل، جانور نہیں بنایا اور اس سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے ہمیں یہودی، عیسائی، کافر نہیں بنایا۔ آپ نے ہمیں مسلمان بنایا، پھر ہمیں اہل حق، اہل سنت جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا، صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق پر جو طبقہ تھا اس سے وابستہ فرمایا، داڑھی عطا فرمائی، علم دین عطا فرمایا، بیوی بچے عطا فرمائے اور سلیم الاعضاء خلق فرمایا، آپ نے مادرزاد اندھا نہیں پیدا کیا، ہاتھ کا لولا نہیں بنایا، پیر کا لنگڑا نہیں بنایا، سارے اعضا صحیح سلامت ہیں، ہم آپ کے شکر گزار ہیں، ساتھ ساتھ شکر بھی ادا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے رہو، دیکھو ان شاء اللہ چند مہینہ میں کہاں سے کہاں آپ کا مقامِ محبت پہنچتا ہے۔ اگر حکیم الامت کی بات ہم نہ مانیں گے تو اپنی بات کہاں سے لائیں گے، اپنے باپ دادا کی جائیداد کے علاوہ میرا اپنا ذاتی کچھ مال نہیں، میں مسکین ہوں باعتبار جائیدادِ دینیہ کے، اسی لیے اپنے باپ دادا کی جائیداد پیش کر رہا ہوں اور اس لیے امیر بھی ہوں کہ باپ دادا ہمارے مالدار تھے، اُن ہی کا مال پیش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ عَلٰی سَبِیْلِ التَّکَلُّمِ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرو کہ اے خدا! اے اللہ! آپ نے ہمیں یہ دیا یہ دیا یہ دیا، جتنا یاد ہو سکے اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کی محبت کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہ جو انسانوں کی محبت کا طریقہ ہے، تم روزانہ دس منٹ کسی سے ملاقات کرو، چھ مہینے کے بعد اگر کسی دن نہ جاؤ گے تو وہ تمہیں خود تلاش کرے گا، تمہارے گھر پر آئے گا کہ بھائی! تم روزانہ آتے تھے، کیا بات ہے کہ آج کل نہیں آرہے ہو؟ کیا کسی پریشانی میں مبتلا ہو؟ اچھا! ہم تمہاری پریشانی دور کر دیں گے کیونکہ تم ہمارے دوست ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ بھی اپنے دوستوں کی پریشانی جلد دور کر دیتا ہے:

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ اَمۡرِہٖ یُسۡرًا ۝۴[۱۸]

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے کاموں میں آسانی پیدا کردیتا ہے۔

نسخہ نمبر ۲) ذکر اللہ کا التزام

اور نسخہ نمبر دو یہ ہے کہ اللہ والوں سے تھوڑا سا ذکر پوچھ لو کیونکہ ذکر میں خاصیت ہے کہ اللہ کی محبت پیدا کرتا ہے۔ خود حکیم الامت نے یوپی کے شہر پیلی بھیت کے ایک ولی اللہ سے پوچھا کہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ حضرت اس وقت نوجوان تھے، اس بزرگ نے فرمایا میاں مولانا اشرف علی! ذرا ہاتھ کو رگڑو، حضرت نے دونوں ہاتھوں کو رگڑا، حضرت ان کے معتقد تھے، فرمایا کہ ابھی اور رگڑو اور رگڑا اور کہا کہ حضرت ہاتھ گرم ہوگیا، فرمایا کہ نہیں ابھی اور رگڑو جب اور رگڑا تو کہا کہ حضرت اب تو ہتھیلیاں آگ ہوگئیں، ہاتھ میں آگ لگ گئی، اب میں زیادہ رگڑ نہیں سکتا۔ فرمایا کہ اللہ کا ذکر کیا کرو، ایک اللہ کے بعد جب دوسرا اللہ نکلے گا تو دل میں رگڑ لگے گی اور رگڑ لگتے لگتے دل میں اللہ کی محبت کی آگ لگ جائے گی، اس کے بغیر جو لوگ دعوت دے رہے ہیں تو وہ حقیقتاً دعوت نہیں ہے، جسم ہے روح نہیں ہے کیونکہ دعوت الی اللہ، اللہ کی طرف بلانا یہ لگانا ہے اور لگا وہی سکتا ہے جس کو لگی ہوئی ہو، جس ظالم کو خود نہیں لگی ہے وہ کیا دوسروں کو لگا سکتا ہے۔ یہ دو نسخے اللہ کی محبت حاصل کرنے کے ہوگئے اور ذکر میں ناغہ نہ کرے، مزہ آئے نہ آئے، ذکر کیے جائے۔ یہ حکیم الامت فرماتے ہیں۔ دوستو! سن لو پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ کیا خبر کہ دوبارہ دوسرے سال آنا ہو یا نہ ہو، زندگی کا کیا بھروسہ

میر آؤ ذرا گلے مل لیں
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

یہ میر اشعر ہے۔ کیا بھروسہ ہے زندگی کا، اس لیے آپ سے گلے مل رہا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی باتیں سنا رہا ہوں۔

۱۸؎ الطلاق: ۴

ذکر بے لذت بھی نافع ہے

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اگر ذکر میں مزہ نہ آئے تو بہ تکلف ذکر کیے جاؤ، ناغہ نہ کرو، دیکھو شروع شروع میں تمباکو کو کھانے سے قے ہو جاتی ہے، لیکن اگر اس بُری عادت کو جاری رکھے اور تمباکو کھاتا رہے تو ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ کھانا ملے نہ ملے لیکن تمباکو ملنا چاہیے، اگر نہیں ملتا تو پان بھنگی سے مانگ کر کھالیتا ہے۔ کہتا ہے کہ ؎

کہاں تک ضبطِ بے تابی کہاں تک پاسِ بدنامی
کلیجہ تھام لو یارو کہ میں اب پان مانگوں گا

تو فرمایا کہ جب بُری چیز کی عادت نہیں چھوٹتی تو اللہ کے نام کی اچھی عادت ڈالو، مزہ نہ بھی آئے تو بھی ذکر میں ناغہ نہ کرو، ایک دن ایسی عادت پڑ جائے گی کہ اگر اللہ کا نام لیے بغیر سونا چاہو گے تو نیند نہیں آئے گی جب تک ان کو یاد نہ کرلو گے۔ حکیم الامت کی بات مان لو، حضرت کے الفاظ تک میں نے یاد کر رکھے ہیں کہ ذکر بے لذت سے بھی قلب پر معیتِ خاصہ کا انکشاف ہو جاتا ہے یعنی اللہ کا نام اتنا بڑا نام ہے کہ چاہے کچھ مزہ نہ آئے لیکن ان شاء اللہ معیتِ خاصہ، ولایتِ خاصہ سے اور نسبتِ خاصہ سے یہ شخص محروم نہیں رہے گا۔

ذکر بے لذت کے مفید ہونے کی ایک عجیب مثال

جس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مزہ نہیں آتا ہے تو کیا نقصان ہے، اگر موتی کے خمیرہ میں کسی کو مزہ نہ آئے تو کیا موتی کا خمیرہ اس کو مفید نہ ہو گا؟ مکہ شریف میں ایک بڑے عالم سے سوال کیا گیا کہ صاحب! میں دارالعلوم چلا رہا ہوں ہزاروں فتنے میں، اہتمام کی فکر، گھر بار کی فکر، جب اللہ اللہ کرتے ہیں تو دل میں تو تشویش ہوتی ہے، ذکر میں دل ہی نہیں لگتا تو ایسے مشوش قلب کے ساتھ اللہ کا نام لینے سے کیا فائدہ ہو گا؟ ان عالم صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تم اس کا جواب دو۔ میں نے عرض کیا کہ مکہ شریف میں جتنے دکاندار ہیں، حج کے چار مہینے کی کمائی سال بھر کھاتے ہیں، اس وقت ان کو اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ بیٹھ کر اطمینان سے کھانا کھالیں، دس گاہک کھڑے ہیں، دکاندار صاحب کے منہ میں ڈبل روٹی ہے، کھاتے جا رہے ہیں

www.khanqah.org

اور تسبیح اور رومال اور ٹوپی گاہکوں کو دے رہے ہیں اور ریال لے رہے ہیں۔ اس تشویش و فکر میں جو روٹی وہ کھا رہے ہیں بتائیے اس سے خون بنتا ہے یا نہیں اور وہ زندہ رہتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح ہزار تشویش کے ساتھ اللہ کا نام روح میں نور ہی پیدا کرتا ہے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہزاروں تشویش کیا اگر غفلت کے ساتھ بھی زبان سے اللہ کا نام نکل جائے تو اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اصلی موتی کا خمیرہ قسم اعلیٰ اگر غفلت میں کھالے تو اثر کرے گا یا نہیں؟ ایک شخص کسی تشویش میں مبتلا ہے، اس کو خمیرہ چٹا دیا گیا اور اس وقت بھی اس کا دماغ حاضر نہیں تھا، کسی سوچ میں پریشان تھا تو بتائیے خمیرہ سے اس کو طاقت آئے گی یا نہیں؟ ضعف دُور ہو گا یا نہیں؟ اسی طرح غفلت کی حالت میں، تشویش کی حالت میں، بغیر لذت کے بھی جو اللہ کا ذکر کرتا رہے گا روح میں طاقت آتی چلی جائے گی، نور پیدا ہو گا، ایمانی حیات میں ترقی ہوتی چلی جائے گی ورنہ ذکر میں لذت اور مزہ نہ ملنے سے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا عاشق نہیں ہے، عبد اللطیف نہیں ہے، یہ ظالم عبد اللّطف ہے، مزہ کا غلام ہے، اللہ کا غلام کہاں۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے لذت ذکر اگر کوئی ہمیشگی سے کرتا رہے، مزہ نہیں آرہا ہے لیکن اللہ کا حکم سمجھ کر یہ ذکر کیے جارہا ہے تو ایک زمانہ آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ولایت، اپنی نسبت اس کو عطا کردیں گے اور اس کے بعد پھر مزہ بھی آنے لگے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور بتادوں کہ کتنا مزہ آئے گا؟ ایک ہی اللہ میں زمین سے آسمان تک شربت روح افزا کا سمندر غیر محدود موجوں کے ساتھ نظر آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ وہ خالقِ شکر ہے، خالق شربت ہے، گنّے کے رَس کا پیدا کرنے والا ہے، اگر خدا گنّوں میں رَس نہ پیدا کرے تو ساری دنیا کے گنّے مچھر دانی کے ڈنڈوں کے بھاؤ بک جائیں۔ یہ دو نسخے ہو گئے۔

نسخہ نمبر ۳) صحبتِ اہل اللہ کا اہتمام

تیسرا عمل، تیسرا نسخہ جو ہے یہ بہت لذیذ ہے، بہت مزے دار ہے اور اس میں کوئی تکلیف بھی نہیں، بیٹھے بیٹھے آرام سے مزہ لیتے رہو اور وہ ہے ”خدا کے عاشقوں کی صحبت“ اللہ کے عاشقوں کے پاس بیٹھے رہیں، اُن کو دیکھتے رہیں، ان کے عشق کا خزانہ ان کے قلب سے

www.khanqah.org

آپ کے قلب میں غیر شعوری طور پر منتقل ہو جائے گا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ الطِّبَاعَ تَسْرِقُ مِنْ طِبَاعٍ اُخْرٰی طبیعتوں میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت رکھی ہے کہ ایک طبیعت دوسری طبیعت کے فیض کو حاصل کرتی ہے۔

اہل اللہ کے فیضانِ صحبت کا ایک عجیب واقعہ

ایک شخص کو غصہ بہت آتا تھا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ لکھنؤ میں میرے ایک خلیفہ ہیں، ان کا نام مولوی محمد حسن کاکوروی ہے، وہ کتب خانہ میں بیٹھتے ہیں، تم روزانہ اُن کے پاس جاکر بیٹھ جایا کرو۔ چند دن کے بعد اس نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ حضرت! میرا غصہ کم ہوتا جاتا ہے بلکہ اب کنٹرول میں آگیا۔ اس کی کیا وجہ ہے کیوں کہ مولوی محمد حسن صاحب نے تو مجھے غصہ کے متعلق نہ کوئی آیت سنائی، نہ حدیث سنائی، نہ نصیحت کی۔ حضرت حکیم الامت نے فرمایا چوں کہ مولوی محمد حسن میں حلم کا مادّہ زیادہ ہے، ان کی صحبت سے تمہارے قلب میں ان کی صفتِ حلم منتقل ہو گئی۔ اللہ والوں کے سینوں سے تعلق مع اللہ کی دولت دوسرے سینوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔

صحبتِ شیخ کے آداب

مگر شرط یہ ہے کہ تسلسل کے ساتھ ان کے پاس رہے، کم از کم زندگی میں ایک چلّہ لگادے۔ جس طرح مرغی کے انڈے کے لیے اکیس دن ہیں کہ اگر انڈا اکیس دن مرغی کے پَروں میں رہے تو اس میں جان آجاتی ہے۔ اسی طرح اللہ والا بننے کے لیے چالیس دن کسی صاحبِ نسبت کی خدمت میں رہے، مگر پھر پان کھانے کے لیے بھی خانقاہ سے باہر نہ نکلے، کسی مقامی دوست سے منگوالو۔ اگر انڈا مرغی کے پَروں سے نکل کر پان کھانے چلا جائے تو پھر بچہ پیدا نہیں ہو گا۔ اگر انڈا لاکھ کہے کہ میں بنگلہ دیش کا انڈا ہوں اور مجھے پان کھانے کی زبردست عادت ہے لیکن اگر پروں سے نکلا تو بچہ نہیں بنے گا۔ اسی طرح عادت اللہ یہی ہے کہ صاحبِ نسبت بننے کے لیے تسلسل کے ساتھ کسی اللہ والے کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ تو تیسرا نسخہ کیا ہے؟ خدا کے عاشقوں کی صحبت۔ حکیم الامت نے فرمایا کہ یہ تیسرا نسخہ دونوں نسخوں

www.khanqah.org

کی روح ہے۔ اس لیے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں خدا کی محبت مانگی وہیں اللہ والوں کی محبت بھی مانگی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ[۱۹] اے خدا! مجھے اپنی محبت بھی دے اور اپنے عاشقوں کی محبت بھی دے اور ان اعمال کی محبت بھی دے جن سے تیرے عشق و محبت کی دولت ملتی ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث پاک میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ والوں کی محبت کیوں مانگی، اس میں کیا راز ہے؟ فرمایا کہ اللہ والوں کی محبت ایسی چیز ہے جو خدا کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان رابطہ قائم کردیتی ہے۔

اللہ والوں کے فیضانِ صحبت کے دو واقعات

یعنی جو لوگ اللہ والوں سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی محبت بھی دے دیتے ہیں اور اعمال کی توفیقات بھی دے دیتے ہیں۔ دیکھئے! اسی دور کا واقعہ ہے، جگر جیسا شرابی حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جارہا ہے اور عرض کررہا ہے کہ حضرت! میرے لیے چار دُعائیں فرمادیجئے، آپ کی صحبت کی برکت سے کتنے بڑے بڑے بدمعاش ولی اللہ بن گئے، آپ کی خدمت میں ایک شرابی آیا ہے، بدکار ہوں، فاسق ہوں مگر بڑی اُمید لے کے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی فضل فرمادیں گے۔ آپ میرے لیے چار دعائیں کردیجئے کہ میں شراب چھوڑ دوں، حج کر آؤں، داڑھی رکھ لوں اور میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ حضرت نے ہاتھ دُعا کے لیے اُٹھادیے اور جب اولیاء اللہ کے ہاتھ اُٹھتے ہیں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کو کیسا پیار آتا ہے۔

سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کے طفیل ایک شرابی نے توبہ کی۔ وہ سڑک پر بے ہوش پڑا تھا۔ انہوں نے اس کا منہ دھویا اور قے صاف کی۔ اتنا بڑا سلطان الاولیاء اور ایک شرابی کی قے دھو رہا ہے۔ جب ہوش میں آیا تو وہ پہچان گیا اور کہا کہ حضرت! آپ تارکِ سلطنتِ بلخ

[۱۹] جامع الترمذی: ۱۸۷/۲، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

ہیں، آپ جیسے ولی اللہ مجھ جیسے نالائق کے پاس کیسے آگئے؟ فرمایا کہ میں تم کو اس نظر سے دیکھتا ہوں کہ تم میرے اللہ کے بندے ہو، اللہ میرا ولی ہے، جس طرح اپنے دوست کے نالائق بچوں سے نفرت نہیں ہوتی بوجہ دوست کی نسبت کے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نسبت سے مجھے تم سے نفرت نہیں۔ دیکھو! میں نے تمہاری قے دھوئی اور تمہارا منہ دھویا۔ اس نے کہا کہ مجھے آپ توبہ کرائیے کیوں کہ میرا گمان یہ تھا کہ اللہ والے گناہ گاروں سے نفرت کرتے ہیں، آج معلوم ہوا کہ ان سے بڑھ کر کوئی پیار کرنے والا بھی نہیں ہے۔ اسی وقت حضرت سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کے ہاتھ پر اس نے توبہ کی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ وہ شخص توبہ کرتے ہی کہ ابھی تہجد نہیں پڑھی، کوئی فرض نماز بھی نہیں پڑھی، تلاوت بھی نہیں کی، آنِ واحد میں اس زمانے کا بہت بڑا ولی اللہ بن گیا۔ اسی رات میں سلطان ابراہیم ابنِ اَدہم کو خواب میں خدا کی زیارت ہوئی۔ آپ نے پوچھا کہ اے اللہ! اس شرابی کو آپ نے اتنی جلدی کیوں ولی اللہ بنادیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ تم نے میری خاطر سلطنتِ بلخ چھوڑی، میری خاطر سے تم نے میرے ایک گناہ گار بندے سے محبت کی اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْهَهٗ لِاَجْلِیْ فَغَسَلْتُ قَلْبَهٗ لِاَجْلِكَ میری خاطر سے تم نے اس کا منہ دھویا، میں نے تیری خاطر سے اس کا دل دھودیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی خاطر بھی کرتا ہے۔ ان کے دروازہ پر، ان کی چوکھٹ پر مرکے تو دیکھو۔ اللہ ان کی خاطر سے کتنے کتنے گناہ گاروں کو کیا سے کیا بنادے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تیری خاطر سے میں نے اس کا دل دھودیا اور جس دل کو میں دھوؤں اس کے رذائل کا امالہ نہیں ہوتا ہے، ازالہ ہوتا ہے لہٰذا اس سے بڑھ کر کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

تو جگر صاحب لوٹ کر آئے اور شراب چھوڑ دی۔ آل انڈیا شاعر تھے، ڈاکٹروں نے ان سے کہا کہ حضور! آپ قومی امانت ہیں، بہترین شاعر ہیں، آپ تھوڑی سی پی لیا کیجیے ورنہ آپ مرجائیں گے۔ جگر صاحب نے پوچھا کہ اگر میں پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں کے بورڈ نے کہا کہ پانچ سال اور جی جائیں گے۔ جگر نے کہا کہ پانچ سال بعد شراب پیتے ہوئے جب مروں گا تو خدا کے غضب کے ساتھ جاؤں گا، خدا کا قہر لے کر جاؤں گا، اس سے بہتر ہے کہ شراب چھوڑ کر خدا کی رحمت کے سائے میں جگر کو ابھی موت

www.khanqah.org

آجائے۔ آہ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہ چھوڑنے کے لیے ایسا ہی ایمان ویقین عطا کردے اور ہم بدنظری نہ کریں، کسی عورت کو نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھیں۔ اگر نہ دیکھنے سے جان جاتی ہے تو جانے دو، جان تو دینے کے لیے ہی خدا نے ہمیں عطا فرمائی ہے ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

سب سے بڑی وفاداری یہی ہے۔ دامنِ اُحد میں ستر صحابہ شہید ہوگئے، اپنے شہادت کے خون سے وفاداری کا حق ادا کیا۔ آج ہم اپنا خونِ شہادت تو کیا بہاتے صرف آنکھوں کی حفاظت ہمارے لیے مشکل ہورہی ہے۔ آہ! اپنے دل کی ذراسی خوشی ہم اللہ پر قربان نہیں کرسکتے، جان ہم کیا دیں گے۔ اللہ کی شان کہ شراب چھوڑنے سے جگر صاحب بالکل اچھے ہوگئے۔

خونِ تمنا کا انعامِ عظیم

جو گناہ چھوڑتا ہے، خدا کی رحمت اس کو پیار کرتی ہے۔ جو بچہ پرہیز کرتا ہے، پیچش میں کباب نہیں کھاتا، اگرچہ روتا ہے کہ اماں! دیکھو میرے سب بھائی کباب کھارہے ہیں اور اماں آپ نے مجھ کو نہیں دیا۔ اماں کہتی ہے بیٹا! تم نے میری فرماں برداری کی ہے، جب اچھے ہوجاؤ گے خوب کباب کھلادیں گے اور اسے گود میں اُٹھالیتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ جاتے ہیں کہ میرا بچہ آج بیمار نہ ہوتا تو یہ بھی کباب کھاتا۔ اللہ کی رحمت کے دریا میں بھی جوش آتا ہے کہ ساری دنیا بدنگاہی کررہی ہے، ناچ اور گانے دیکھ رہی ہے، مگر میرے کچھ تھوڑے سے بندے ایسے بھی ہیں کہ حسین سے حسین عورتوں سے نظر کو بچارہے ہیں، اپنی خوشیوں کو مار رہے ہیں، مجھے خوش کرنے کے لیے اپنے دل کی تمناؤں کا خون کررہے ہیں تو جس طرح دنیا کا آسمان جب سرخ ہوجاتا ہے تو دنیا کا سورج نکلتا ہے، اسی طرح جب بندوں کے دل کا آسمان خونِ تمنا سے، حرام خوشیوں کے خون سے سرخ ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قلب کے آفاق پر اپنے قرب کا سورج طلوع کرتے ہیں۔ اللہ کو رحم آتا ہے کہ حرام خوشیوں کے خون سے میرے بندے کا دل لال ہوچکا ہے لہٰذا اس کے دل کے اندر میں اپنے قرب کا

www.khanqah.org

سورج طلوع کردوں، اور دنیا کا سورج تو صرف ایک اُفق یعنی مشرق سے نکلتا ہے لیکن میرے قرب کا آفتاب دل کے ہر گوشہ سے طلوع ہوتا ہے، اس کو صاحبِ نسبت بنادیتا ہوں۔

گناہ چھوڑنے ہی سے خدا ملتا ہے۔ دیکھئے! جگر صاحب نے شراب چھوڑی، پھر حج کر آئے اور داڑھی بھی رکھ لی، چار مہینہ میں جب داڑھی پوری شرعی ہوگئی اور آئینہ دیکھا تو اپنی داڑھی کو دیکھ کر یہ شعر کہا اور شعر بھی کیسا پیارا ہے کہ جب بھی پڑھتا ہوں وجد آجاتا ہے، دل رونے لگتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ؎

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

یہاں کافر بمعنیٰ محبوب ہے کہ جگر داڑھی رکھ کر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنا کر کیسا پیارا ہوگیا ہے اور فرمایا کہ جب مجددِ زمانہ حکیم الامت کی تین دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیں کہ شراب چھوٹ گئی، داڑھی رکھ لی اور حج کر آیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ چوتھی دعا بھی قبول ہوگی اور خاتمہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ایمان پر ہوگا۔ حکیم الامت نے فرمایا کہ جن لوگوں کا ہاتھ اللہ والوں کے ہاتھ میں ہے ان شاء اللہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا کیونکہ بروایت بخاری شریف اللہ والوں کی محبت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بندے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے وہ اپنے دل میں ایمان کی حلاوت پائے گا، اور ملّا علی قاری فرماتے ہیں کہ حلاوتِ ایمانی جس کے دل میں اُترتی ہے تو کبھی واپس نہیں لی جاتی اور اس میں حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔[۲۰] اللہ والوں کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے اہل باطل مایوس ہوجاتے ہیں۔ کانپور میں ایک شخص کے پاس کچھ ہندو مبلغین پہنچے تو اس نے کہا کہ خیریت چاہتے ہو تو یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ سر پر اتنے جوتے لگاؤں گا کہ کھوپڑی گنجی ہوجائے گی، تمہیں معلوم نہیں کہ میں مولانا گنگوہی کا مرید ہوں۔ دہلی کے آریہ مرکز میں رپورٹ آئی کہ جو مسلمان کسی اللہ والے سے تعلق رکھتے ہیں ان پر ہمارا بالکل کوئی اثر نہیں ہوا اور ہم ان میں کسی ایک کو ہندو نہ بنا سکے۔ اسی لیے کسی بزرگ نے فرمایا ؎

---

[۲۰] مرقاۃ المفاتیح:۱/۴۹،کتاب الایمان،المکتبۃ الامدادیۃ،ملتان

www.khanqah.org

یک زمانے صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ والوں کی ایک لمحہ کی صحبت سو سال کی اخلاص والی عبادت سے افضل ہے۔ حکیم الامت نے اس کی وجہ یہی بیان فرمائی ہے کہ صحبتِ اہل اللہ سے قلب میں ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے یعنی ایسا یقین و ایمان عطا ہو جاتا ہے جس سے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں رہتا خواہ فسق و فجور ہو جائے لیکن مردودیت تک نوبت نہیں پہنچتی۔ جبکہ ہزار برس کی عبادت شیطان کو مردود ہونے سے نہ بچا سکی، لہٰذا جو چیز مردودیت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دے وہ ہزاروں سال کی اس عبادت سے بڑھ کر کیوں نہ ہو گی جس میں یہ اثر نہ ہو۔

بس اب بیان ختم کرتا ہوں۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق بخشیں اور دین پر استقامت اور وقت آنے پر حسن خاتمہ کی دولت عطا فرمادیں، آمین۔

❁❁❁❁

گردش میں کوئی خاک بھی ہے آسماں کے ساتھ

آنسو جو گر گئے ہیں محبت میں دوستو
گِر کر زمیں پہ رہتے ہیں وہ اختراں کے ساتھ

گلشن ہوا ہے مجھ کو بیاباں بدونِ دوست
صحرا ہوا ہے رشک چمن دوستاں کے ساتھ

اخترؔ کی یہ دعا ہے کہ یارب کرم سے تو
دونوں جہاں میں رکھنا مجھے عاشقاں کے ساتھ

(اخترؔ)

www.khanqah.org

دنیا میں جن اللہ والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق دین کا کام ہوا اور اللہ نے جس طرح ان کو چہار دانگِ عالم میں قدر و منزلت و شہرت عطا فرمائی اس کے پیچھے ان کے مشائخ کی دُعاؤں اور روحانی تربیت کا نہایت اہم کردار رہا ہے۔ وقت کے ان اکابر علماء نے اہل اللہ سے روحانی فیض حاصل کرنے سے اپنے کو کبھی مستغنی نہیں سمجھا۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''فیضانِ محبت'' میں اللہ والوں کی محبت کے فیضان کا بیان فرمایا ہے کہ اللہ والوں سے محبت کا سب سے بڑا فیض یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا نورِ نسبت عطا ہوتا ہے۔ محبت اتباع کی متقاضی ہوتی ہے آدمی محبوب کو خوش کرنے کے لیے اس کی اتباع کرتا ہے۔ اہل اللہ سے محبت کا فیضانِ کامل تب ہی حاصل ہوتا ہے جب ان کی اتباعِ کامل کی جائے۔

www.khanqah.org

AW-016

ناشر

کتب خانہ مظہری